ایک عظیم الشان آسمانی بشارت

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ

"... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔۔۔۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور عُلومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند مظهر الاوّل والآخر۔ مظهر الحقّ والعلاء كانّ الله نزل من السّماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سَر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔ وکان امراً مقضیا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۸ فروری بوقت ۸½ بجے صبح

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؛

اخبار احمدیہ

— ربوہ — مبلغ گھانا (مغربی افریقہ) مکرم مولوی عبد الحمید صاحب آج مورخہ ۱۸ فروری بروز جمعرات بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ پہنچ رہے ہیں دوست اسٹیشن پر پہنچکر اپنے مجاہد بھائی کا استقبال کریں ؛ (وکالت تبشیر)

— چنیوٹ — جماعت احمدیہ چنیوٹ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ ۲½ بجے سہ پہر مسجد احمدیہ چنیوٹ میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہو رہا ہے۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر مستفیض ہوں۔ (سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ چنیوٹ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

مورخہ ۱۹؍ فروری سنہ ۱۹۶۵ء

اِسلام کی فتح کا عظیم الشان نشان

۲۰۔ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں پیشگوئی ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۲۔ اشتہار ۲۰۔ فروری سنہ ۱۸۸۶ء)

اللہ تعالیٰ نے اس نشان کو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان اور فضل اور احسان کا نشان بتایا ہے۔ اور اس نشان کو "فتح و ظفر کی کلید" کہا ہے۔ یہ عظیم الشان نشان کیوں عطا ہؤا۔ اس کی وجہ بھی اس میں بیان کر دی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ عظیم الشان نشان آپ کی اور اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے دیا تھا۔ اگرچہ یہ نشان اس لحاظ سے ایک "وحدت" ہے تاہم اس کے ظہور کی کئی شاخیں ہیں جو ایک ہی وقت میں ایک ہی ساتھ چلتی ہیں۔

اسلام کی فتح اور کامیابی کی دو صورتیں اس نشان میں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ

(۱) تیری نسل بہت ہو گی اور مَیں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا۔۔۔۔۔ تیری ذریّت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔

دوسرے یہ کہ

(۲) مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اعمال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ الخ

یہ دو باتیں ہیں جو قیامت تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامرانی کا درخشاں نشان ہوں گے۔ اور ہمارا اعلیٰ وجہ البصیرت ایمان ہے کہ قومیں قیامت تک اس نشان کی حقانیت کی شاہد ہوں گی اور آخری دنوں تک اس نشان کا ظہور ہوتا رہے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم اس عظیم الشان نشان کے یہ دونوں پہلو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جماعت میں ابھی تک ایسے احباب موجود ہیں جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے اور آج وہ آپ کے سمیت آپ کی پانچویں نسل کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

ذریّت کی کثرت کا ذکر ہم پہلے اداریہ میں کر چکے ہیں۔ یہاں ہم مخلصین احمدیت کی کثرت کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ گزشتہ جلسہ سالانہ میں خواتین اور بچوں سمیت ایک لاکھ سے زیادہ احباب نے شمولیت کی کیا یہ عظیم الشان رحمت کا نشان نہیں ہے۔

سب سے بالا یہ کہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ آپ کی ذریّت کے اس گلِ سرسبد کے دَور کے دیکھنے والے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظھر الاوّل والاٰخر۔ مظھر الحقّ والعلاء کانّ اللہ نزل من السّماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًّا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵۔ اشتہار ۲۰۔ فروری سنہ ۱۸۸۶ء)

اس طرح ہم نے اس عظیم الشان نشان کے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔"

اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ اور یہ نشان ایسا ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جائیگا زیادہ سے زیادہ کھُلتا چلا جائے گا۔ نہ صرف آپ کی ذریّت بڑھتی چلی جائے گی بلکہ جماعت بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ اور ایک دن ایسا ہو گا کہ ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت ہو گی۔

اس عظیم الشان پیشگوئی میں مصلح موعود کی ذات اور وقت کا بھی تعین نہایت واضح طور پر کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریّت کی ترقی اور جماعت کے فروغ کا الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ اور مصلح موعود کے متعلق

فرزند دلبند گرامی ارجمند

کے الفاظ استعمال کر کے بتایا ہے کہ مصلح موعود آپ ہی کی ذریّت سے ہو گا۔ پھر یہ الفاظ بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ

وہ لڑکا تیرے تخم سے تیری ذریّت و نسل سے ہو گا

اس طرح کوئی شُبہ نہیں رہتا کہ مصلح موعود حضور اقدس کی ذریّت اور نسل سے ہی ہو گا۔ اس کی تاویل ممکن نہیں۔ پھر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جو صفات اس پیشگوئی میں مصلح موعود کے بیان کئے گئے ہیں وہ آپ کے فرزند دلبند گرامی ارجمند سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات میں کلّی طور پر پائے جاتے ہیں۔ ایک ایک صفت کا اور ایک ایک لفظ کا اطلاق آپ کی ذات پر ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

الغرض اسلام کی فتح کا یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کی صداقت قیامت تک روز بروز زیادہ سے زیادہ نمایاں ہوتی چلی جائے گی۔

حسن جو وردِ زندگی نہ بنا ✦ اپنا مقصودِ عشق ہی نہ بنا
ایسی ساقی! کہ "میں" "میں" "میں" نہ رہے ✦ وہ نشہ کیا جو بے خودی نہ بنا

نہیں معلوم یار آئے نہ آئے ✦ ہمیں ہے انتظار آئے نہ آئے
خزاں ہی میں نہ اپنا گیت گا لوں ✦ خدا جانے بہار آئے نہ آئے

بندگانِ خدا جب آتے ہیں ✦ آدمی کو ملک بناتے ہیں
آگ میں پڑتے ہیں جب براہیم ✦ شعلوں سے گلستاں کھلاتے ہیں

تنویر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر

قدرت اور فضل اور رحمت کے جس نشان کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو چکا ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی نہریں میرے ذریعہ سے ساری دنیا میں جاری ہونگی

اسلام دنیا میں جیتے گا اور ضرور جیت کر رہے گا

حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک بصیرت افروز تقریر

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا۔ حضور نے جس رویا کی بناء پر مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا وہ حضور نے ۵ اور ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب مکرم جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور کی کوٹھی واقع ٹمپل روڈ لاہور میں دیکھی تھی اور ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں جو الفضل مورخہ یکم فروری ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا حضور نے پہلی مرتبہ قادیان میں اس کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد حضور کے ارشاد پر ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں جلسے کئے گئے۔ جن میں حضور نے ہزاروں کے مجمع میں مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ حضور نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو لدھیانہ میں جو تقریر فرمائی اس کا ایک حصہ ہدیۂ احباب کرتے ہوئے دوستوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس تقریر کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اپنے ان فرائض اور ذمہ داریوں کی سرانجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں جو اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے سلسلہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ساتھ ساتھ قربانیوں کے میدان میں تیز قدم اٹھانے اور اخلاص اور فدائیت کے میدان میں جلد جلد بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم کی بعض ادعیہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں آج اس جگہ اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ

آج سے ۵۵ سال پہلے

اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی خبروں اور اس کے ارشاد فرمائے ہوئے حکم کے ماتحت اس شہر لدھیانہ میں ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بیعت لی تھی۔ اور اس بیعت کے وقت صرف ۴۰ آدمی آپ پر ایمان لانے والے تھے یہ ساری کی ساری پونجی تھی جسے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام کی فتح کے لئے

کھڑے ہوئے تھے۔ باقی تمام دنیا ہندو، عیسائی، سکھ، ہندوستانی، ایرانی، عرب، [illegible] اور برطانی وغیرہ سب کے سب آپ کے مخالف تھے اور آپ کو مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے۔ مگر ان مخالفتوں کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر دنیا کو بتایا کہ:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا"۔

اس اعلان کے بعد باوجود شدید مخالفتوں کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے سلسلہ کو بڑھانا شروع کیا مگر اس وقت میں جس چیز کو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیعت سے بھی قبل یعنی

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تین خدام کے ساتھ دعائیں کرنے کے لئے ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ تاکہ جو لوگ مطالبہ کرتے تھے کہ ایسے نشان دکھائے جائیں جو اسلام کی صداقت کی علامت ہیں اور جن سے یقین ہو سکے کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا اور اپنے بندوں پر غائب ظاہر کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نشان ظاہر کرے اور وہاں ایک مکان میں ٹھہرے جو اس وقت شیخ مہر علی صاحب کا طویلہ کہلاتا تھا اور اب وہاں لالہ ہرکشن لال صاحب بینکر کا مکان ہے۔ یہ مکان اس وقت شہر سے باہر تھا۔ اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش

بھی یہی تھی کہ شہر سے باہر رہیں۔ تاکہ علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں چالیس روز دعا کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ اس دوران میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بعض الہامات ہوئے۔ ان الہاموں میں سب سے لمبا اور واضح الہام جسے

قدرت، رحمت اور فضل کا نشان

قرار دیا گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ قریب میں ہی اللہ تعالیٰ آپ کو ایک لڑکا دے گا۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل نازل ہوں گے۔ اس الہام میں اس لڑکے کی ساٹھ صفات بیان کی گئی ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ

اسلام کا خدا

عالم الغیب اور تمام قدرتوں کا مالک خدا ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے وہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے اور دنیا کا کوئی قانون اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۵۲ سال کی تھی۔ اور اس سے قبل آپ پر بعض امراض کے شدید حملے ہو چکے تھے۔ جن کی وجہ سے آپ بہت کمزور تھے۔ حتیٰ کہ

مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

جو اس وقت دیوبند کے طالب علم تھے بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے آپ کو دیکھا تو اپنے ایک دوست سے کہا کہ ان کے دعوے پر

خود کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ زیادہ سے زیادہ تین چار ماہ میں فوت ہو جائیں گے۔ غرض ایسی حالت میں جبکہ ستر فیصدی لوگوں کے ہاں اولاد کا ہونا بند ہو جاتا ہے۔ اور صرف تیس فیصدی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ہاں اولاد ہو سکتی ہے۔ اور ایسی حالت میں جبکہ آپؑ کی صحت سخت کمزور تھی آپؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ آپؑ کے ہاں اولاد پیدا ہوگی اور ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوں گے اور آپ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا بعض خاص خصوصیات کا حامل ہوگا۔ جو اس الہام میں بالتفصیل بیان کی گئی ہیں۔ اس

پیشگوئی پر مختلف اعتراض

کئے گئے اور کہا گیا کہ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ لوگوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ اول تو اس عمر میں انسان موت کے قریب ہوتا ہے۔ ۵۵ سال کی عمر میں گورنمنٹ بھی پنشن دے دیتی ہے۔ گویا وہ یہ سمجھتی ہے کہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ ہمارے ملک میں اوسط ۲۶ سال ہے۔ اور آپؑ گویا اس وقت اس سے دوگنی عمر پا چکے تھے۔ ایسی عمر میں گو اولاد کا ہونا ناممکن نہیں۔ مگر ستر فیصدی لوگوں کے ہاں نہیں ہوتی۔ مگر آپؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ کہ آپؑ کے ہاں اولاد ہوگی۔ پھر اگر اولاد بھی ہو تو کونسا قانون ہے جس کے ماتحت وہ یہ دعوےٰ کر سکے۔ کہ وہ زندہ بھی ضرور رہے گی۔ پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک اس کے ہاں اولاد ہوتی رہے گی۔ کئی بچے زندہ رہیں گے اور کئی کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ اور پھر اس اولاد میں سے

ایک لڑکا ایسا ہوگا

جو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا خاص طور پر وارث ہوگا۔ وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان ہوگا۔ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو اس قسم کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی جھوٹ بولے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو بھی سمجھا دے کہ

اللہ تعالےٰ پر جھوٹ

بولو اور اگر کوئی کہہ بھی دے۔ تو کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ شریر اور جھوٹے آدمی کی اولاد ایسی نہ ہو۔ ابوجہل کے لڑکے عکرمہؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے شہادت کا درجہ پایا پس اگر کوئی شخص اپنی اولاد کو نصیحت بھی کردے کہ اللہ تعالےٰ پر افترا کرو۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ لڑکوں میں ایسا شعور۔ نیکی اور تقویٰ ہو کہ وہ کہہ دیں کہ ہم اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہیں ہیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا

تھا کہ آپؐ کے سامنے جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ لایا گیا ہے۔ اور پھر آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ ابوجہل کے لئے ہے۔ یہ خواب دیکھ کر آپ گھبرا کر اٹھ بیٹھے مگر درحقیقت اس کی تعبیر یہ تھی کہ اس کے لڑکے عکرمہؓ کو جنت ملے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے ابوجہل کے لڑکے کو ایسا نیک کیا کہ اس نے دین کے لئے شاندار قربانیاں کیں۔ ایک جنگ کے موقعہ پر مسلمانوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہوا۔ عیسائی تیر انداز تاک تاک کر مسلمانوں کی آنکھوں میں تیر مارتے تھے اور صحابہؓ شہید ہوتے جاتے تھے۔ عکرمہؓ نے کہا مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا۔ اور اپنی فوج کے افسر سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ان پر حملہ کروں اور ساٹھ بہادروں کو لے کر دشمن کے

لشکر کے قلب پر حملہ

کر دیا اور ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کے کمانڈر کو جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا جس سے دشمن کے لشکر میں بھی بھگدڑ مچ گئی۔ یہ جانباز ایسی بہادری سے لڑے کہ جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو تمام کے تمام یا تو شہید ہو چکے تھے۔ یا سخت زخمی پڑے تھے۔ حضرت عکرمہؓ بھی

سخت زخمی

تھے۔ ایک افسر پانی لے کر زخمیوں کے پاس آیا۔ اور اس نے پہلے عکرمہؓ کو پانی دینا چاہا۔ تو اس نے دیکھا کہ حضرت سہیل بن عمرؓ پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے اس افسر سے کہا کہ پہلے سہیل کو پانی پلاؤ پھر میں پیوں گا۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا بھائی پیاس کی حالت میں پاس پڑا رہے اور میں پانی پی لوں۔ وہ سہیلؓ کے پاس پانی لے کر پہنچا۔ تو ان کے پاس حارث بن ہشامؓ زخمی پڑے تھے۔ سہیلؓ نے کہا پہلے حارثؓ کو پانی پلاؤ۔ وہ حارثؓ کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ پھر واپس سہیلؓ کے پاس آیا تو وہ بھی وفات پا چکے تھے اور جب وہ عکرمہؓ کے پاس پہنچا تو ان کی روح بھی پرواز کر چکی تھی۔

(استیعاب تذکرہ حضرت عکرمہؓ)

تو یہ عکرمہؓ

ابوجہل کے لڑکے

تھے۔ پس اگر کوئی شخص شریر ہو۔ بے دین اور جھوٹا ہو۔ تو کون کہہ سکتا ہے کہ اس کا بیٹا بھی ضرور اس جیسا ہوگا۔ مگر خدا تعالےٰ کے کلام میں ایسی شہادتیں ہوتی ہیں۔ جو اس کی صداقت کو واضح کر دیتی ہیں۔ اور جس میں شہادت نہ ہو وہ ماننے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی میں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح

بہت سی شہادتیں موجود ہیں

آپؑ نے ایسے وقت میں جب قادیان کے لوگ بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔ یہ پیشگوئی فرمائی۔ قادیان کے کئی بوڑھے لوگوں نے سنایا ہے۔ کہ ہم آپؑ کو جانتے ہی نہ تھے ہم سمجھا کرتے تھے کہ غلام مرتضےٰ صاحب کا ایک ہی لڑکا مرزا غلام قادر ہے۔ تو ایسا شخص جو خود گمنام ہو جسے اس کے گاؤں کے لوگ بھی نہ جانتے ہوں۔ یہ پیشگوئی کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے اولاد دے گا۔ جو زندہ بھی رہے گی۔ اور اس کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا ایسا ہوگا جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور اس کے ذریعہ اس کی تبلیغ بھی دنیا کے کناروں تک پہونچے گی کون ہے جو اپنے پاس سے ایسی بات کہہ سکے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

اس کے یہ معنے بھی تھے

کہ وہ اس پیشگوئی سے چوتھے سال میں پیدا ہوگا۔ چنانچہ آپ نے یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی اور میری پیدائش ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۳؍ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ہماری جماعت میں بھی اور باہر بھی بہت چرچا ہے۔ اور عموماً یہ سوال کیا جاتا تھا کہ وہ لڑکا کون ہے۔ پیشگوئی میں اس لڑکے کا نام محمود بھی بتایا گیا تھا۔ اس لئے بطور تفاؤل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا نام محمود بھی رکھا۔ اور چونکہ اس کا نام بشیر ثانی بھی تھا۔ اس لئے میرا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ جہانتک اولاد ہونے اور اس کے زندہ رہنے کا تعلق تھا۔ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ اور ایک بیٹے کا نام محمود رکھنے کی بھی توفیق آپ کو ملی۔ مگر دنیا انتظار کر رہی تھی۔ کہ یہ پیشگوئی کس لڑکے کے متعلق ہے۔ چنانچہ آج میں یہی بتانے کے لئے

لدھیانہ میں آیا ہوں

لدھیانہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کا کئی رنگ میں تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بیعت اسی شہر میں لی۔ آپؑ کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ آپؑ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ اور ان کی شادی لدھیانہ میں ہی حضرت منشی احمد جان صاحبؓ مرحوم کے ہاں ہوئی تھی۔ اور اس پیشگوئی میں جس لڑکے کا تعلق ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بیوی کے بطن سے پیدا ہوا جو لدھیانہ میں بھی رہی ہیں۔ مجھے یاد ہے

بچپن میں

کچھ عرصہ مَیں بھی یہاں رہا ہوں۔ میں اس وقت اتنا چھوٹا تھا کہ مجھے کوئی خاص باتیں تو اس زمانہ کی یاد نہیں ہیں۔ کیونکہ اس وقت میری عمر دو اڑھائی سال کی تھی صرف ایک واقعہ یاد ہے اور وہ یہ کہ ہم جس مکان میں رہتے تھے وہ سڑک کے سر پر تھا۔ اور سیدھی سڑک تھی میں اپنے مکان سے باہر آیا تو ایک چھوٹا سا لڑکا دوسری طرف سے آرہا تھا۔ اس نے میرے پاس آکر ایک مری ہوئی چھپکلی مجھ پر پھینکی۔ میں اس قدر دہشت زدہ ہوا کہ روتا ہوا گھر کی طرف بھاگا۔ اس بازار کا نقشہ مجھے یاد ہے۔ وہ سیدھا بازار تھا گو اب میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا تھا۔ ہمارا مکان ایک سرے پر تھا۔ تو میں نے کئی ماہ اپنی بچپن کی عمر کے یہاں گذارے ہیں۔ پس اس شہر کا کئی رنگ میں

احمدیت کے ساتھ تعلق ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے مسیحیّت کے دعوےٰ کا اعلان یہاں سے کیا۔ پہلی بیعت یہاں سے شروع فرمائی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی شادی یہاں ہوئی۔ اور پھر ان کی اس بیوی سے جو اس شہر کی ہیں ایک لڑکی تھیں جن کے ساتھ میری شادی ہوئی۔ پھر مَیں نے بچپن کا کچھ زمانہ یہاں گذارا۔ ان باتوں کی وجہ سے مَیں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعلان بھی اس شہر میں کروں۔ مَیں اب اس شہر میں سے گذر رہا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ بعض لوگ ایک جلوس بنا کر جا رہے تھے اور کہتے تھے۔ مرزا مرگیا۔ مرزا مرگیا۔ لیکن ہمیں ان باتوں کی پرواہ نہیں کہ ہمارا یہ جلسہ ان لوگوں کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔ ہم نے ہوشیارپور میں بھی ایسا ہی جلسہ کیا تھا۔ مگر وہاں کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ پھر لاہور میں پندرہ ہزار کے مجمع میں میری تقریر کی تو وہاں بھی کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ مجھے کئی دفعہ یہ خیال آتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جن باتوں کا [illegible] کیا جاتا ہے۔ ان کی مخالفت لوگ [illegible] کرتے ہیں۔ معلوم نہیں۔ [illegible] کے بعد [illegible]

کسی نے مخالفت کیوں نہیں کی۔

سو خدا تعالےٰ کا شکر ہے

کہ آج لدھیانہ میں یہ مخالفت بھی ہو گئی اور اللہ تعالےٰ کے قانون اور انبیاء کی سنت کے مطابق لدھیانہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزاء کیا۔ وہ ایک دائمی حیات پانے والے انسان کے متعلق کہہ رہے تھے کہ مر گیا۔ مگر ہم ان لوگوں سے ناراض نہیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی باتوں سے استہزاء کیا ہم اُن کے لئے بھی دُعا ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا ان لوگوں نے جو کچھ کیا نادانی سے کیا۔ ناواقفی سے کیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھلانے کی وجہ سے استہزاء کیا مگر

اے خدا تو ان کو معاف کر

اور ان کو ہدایت دے اور ان کے قلوب کو سچ کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ اور جس طرح آج مَیں نے ان کو دین کے ساتھ استہزاء کرتے دیکھا ہے۔ مَیں اپنی آنکھوں سے اُن کو دین کے لئے قربانیاں کرنے کی غرض سے آگے بڑھتا ہوا دیکھوں۔ انہوں نے آج اس بات پر استہزاء کیا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور جس پر استہزاء کا اب تک نہ ہونا مجھے حیران کر رہا تھا۔ سو اللہ تعالےٰ نے آج میری یہ خواہش بھی ان لوگوں کے ذریعہ پوری کر دی۔ کیونکہ انہوں نے خوب مخالفت کی اور ہنسی اڑائی۔ اس قسم کا سلوک اب تک کسی اور شہر میں ہمارے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ سو میں ان لوگوں کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میری اس خواہش کو پورا کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ ان کو ہدایت دے۔ اور ایمان بخشے۔ آمین

اس وقت اس جلسہ میں لدھیانہ کے لوگ غالباً بہت کم ہوں گے۔ زیادہ تر بیرونی لوگ ہیں۔ اگر یہاں ایک بھی لدھیانہ کا شخص ہے تو میں اس کے ذریعہ

اہل لدھیانہ کو یہ پیغام دیتا ہوں

کہ اے لدھیانہ کے لوگو تم نے میری مخالفت کی۔ اور مَیں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم نے میری موت کی خواہش کی۔ مگر میں تمہاری زندگی کا خواہاں ہوں۔ کیونکہ میرے سامنے میرے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔ آپؐ جب طائف میں تبلیغ کے لئے گئے۔ تو شہر کے لوگوں نے آپؐ کو پتھر مارے اور لہو لہان کر کے شہر سے نکال دیا۔ آپؐ زخمی ہو کر واپس آ رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرشتہ آپؐ کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ اگر آپ فرمائیں۔ تو اس شہر کو الٹا کر رکھ دوں۔ مگر میرے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ماں باپ میری جان میرے جسم اور میری روح کا ذرہ ذرہ آپؐ پر قربان ہو۔ فرمایا۔ کہ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ ناواقف تھے۔ نادان تھے اس لئے انہوں نے مجھے تکلیف دی۔ اگر یہ لوگ تباہ کر دئے گئے تو ایمان کون لائے گا۔ سو اے اہل لدھیانہ جنہوں نے میری موت کی تمنا کی۔ میں تمہارے لئے

زندگی کا پیغام لایا ہوں

ابدی زندگی اور دائمی زندگی کا پیغام۔ ایسی ابدی زندگی کا پیغام جس کے بعد فنا نہیں اور کوئی موت نہیں۔ میں تمہارے لئے خدا تعالےٰ کی رضا کا پیغام لایا ہوں۔ جسے حاصل کرنے کے بعد انسان کے لئے کوئی دُکھ نہیں رہتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آج کی مخالفت کل دلوں کو ضرور کھولے گی۔ اور دنیا دیکھے گی۔ کہ یہ شہر انشاء اللہ خدا تعالےٰ کے نور سے منور ہو گا۔ اور میرے کام میں میرا محمد و معاون بنے گا۔ میں خدا تعالےٰ سے یہی دعا کرتا ہوں اور اس کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ آج یہاں ہماری مخالفت ہوئی ہے۔ ہمیں گالیاں دی گئی ہیں۔ استہزاء کیا گیا ہے۔ اور بعض لوگوں کو پتھر بھی پڑے ہیں۔ مگر آج سے چار پانچ سال قبل یعنی ان بُری باتوں کو سننے سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ مجھے اس شہر کے متعلق خوشخبری بھی دے چکا ہے۔

چار پانچ سال کی بات ہے۔ مَیں نے رؤیا دیکھا۔ جس میں کسی بیرونی خیال کا کوئی دخل نہ تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ میں لدھیانہ میں ہوں اور ایک ایسے مکان میں ٹھہرا ہوا ہوں جو ایک لمبی سڑک کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ سڑک بہت چوڑی ہے اور بازار لمبا ہے۔ جس میں کھانے کی دوکانیں بھی ہیں۔ مَیں اس بازار میں ٹہلتا ہوں اور کوئی شخص مجھے کچھ نہیں کہتا اور نہ کوئی مخالفت کرتا ہے۔ اور میں دل میں کہتا ہوں کہ اس شہر میں تو ہمیں گالیاں ملا کرتی تھیں پھر آج یہ کیا تغیر ہوا ہے کہ کوئی ہمیں کچھ بھی نہیں کہتا تو اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت جب اس کے بندوں کو کوئی صدمہ یا تکلیف پہنچنے والی ہوتی ہے تو وہ پہلے سے ہی ان کے ساتھ دلداری بھی کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اظہارِ ہمدردی پر مشتمل خواب مجھے عرصہ ہوا دکھایا جا چکا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

جس وقت یہ پیشگوئی فرمائی

اس وقت تک آپؑ نے بیعت نہ لی تھی۔ اور ایک شخص بھی آپؑ کا مرید نہ تھا۔ چار سال کے بعد آپؑ نے لدھیانہ میں بیعت لینی شروع کی اور صرف چالیس آدمی آپؑ کی بیعت میں شامل ہوئے مگر ساری دنیا میں آپؑ کی مخالفت کا شور بپا ہو گیا۔ چاروں طرف سے آپؑ کو گالیاں دی جانے لگیں۔ اور آپؑ کو کافر دجال کہا گیا۔ آپؑ کو واجب القتل قرار دیا گیا۔ اسلام کا دشمن بتایا گیا۔ اور ہر قوم و مذہب کے لوگ آپؑ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے عیسائیوں نے کہا کہ یہ شخص ہمارے عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ٹھہراتا ہے۔ اسے مار دینا چاہیئے۔ ہندوؤں نے شور مچایا۔ کہ یہ ہمارے مذہب کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اسے مار دیا جائے۔ گورنمنٹ بھی مخالف تھی۔ قادیان جانے والوں کے نام پولیس نوٹ کرتی تھی۔ کوئی احمدی ہو جاتا تو اسے بلا کر ڈرایا دھمکایا جاتا تھا۔ اور کوشش کی جاتی تھی۔ کہ لوگ احمدی نہ ہوں۔ حتیٰ کہ سر ایبٹسن گورنر ہو کر آئے۔ اور انہوں نے تمام حالات کا جائزہ لے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا مطالعہ کرنے کے بعد گورنمنٹ کو رپورٹ کی۔ کہ اس جماعت کے ساتھ یہ سلوک نامناسب ہے۔

یہ بڑی ناشکری کی بات ہے

کہ جس شخص نے امن قائم کیا۔ اور جو امن پسند جماعت قائم کر رہا ہے۔ اس پر پولیس چھوڑی گئی ہے۔ یہ بڑی احسان فراموشی ہے۔ اس طرح ۱۹۰۰ء میں یہ حالت تبدیل ہوئی اور احمدیوں کی نگرانی کا سلسلہ بند ہوا۔ پھر مسلمانوں کی طرف سے بھی آپؑ کی سخت مخالفت کی گئی اور احمدیوں کو بھی انتہائی تکالیف پہنچائی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ قادیان میں جس کا ہمارا خاندان واحد مالک ہے۔ خاندان کے دوسرے حصہ کے بعض افراد کے زیر اثر احمدیوں کو سخت تکالیف دی جاتی تھیں۔ دھوبی، ماشکی اور حجام ان کا کام نہ کرتے تھے مسجد کو جانے والی گلی میں دیوار کھینچ کر اندر جانے کا رستہ بند کر دیا گیا۔ جو کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے گروا دی میں اس زمانہ میں بہت چھوٹا تھا۔ ۱۲-۱۳ سال کی عمر تھی۔ اس وقت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے سچے رؤیا ہوتے تھے۔ چنانچہ

ایک رؤیا

اسی دیوار کے متعلق اس زمانہ میں ہوا۔ دیوار گرانے کے لئے عدالت میں دعوےٰ دائر کیا گیا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں اس مسجد کی سیڑھیوں کے ایک جانب کھڑا ہوں۔ اور بعض لوگ اس دیوار کو گرا رہے ہیں۔ کہ دوسری جانب سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جو منشی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کے داماد تھے آ رہے ہیں۔ اور پاس آ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آخر اس مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کی عجیب شان ہے کہ جب سرکاری پیادہ دیوار کو گرانے کے لئے آیا اور دیوار گرائی جانے لگی۔ تو مَیں سیڑھیوں میں اسی جگہ کھڑا تھا۔ جہاں مَیں نے خواب میں اپنے آپ کو کھڑا دیکھا تھا۔ اور میں اس وقت

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ

مسجد اقصےٰ کی طرف سے درس دے کر آئے اور اسی جگہ کھڑے ہو گئے۔ جہاں مَیں نے خواب میں ان کو دیکھا تھا۔ یہ باتیں ایسی جو انسان عقل سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ شروع سے ہی میرا تعلق اس کے ساتھ ایسا رہا ہے۔ کہ وہ غیب کی باتیں مجھے بتاتا رہتا ہے۔ مَیں بیان کر رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حالت ایسی کمزور تھی کہ کوئی شخص خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ تمام دنیا تو کجا پنجاب میں بھی کوئی شہرت حاصل کر سکے گا۔ آپؑ کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ دوسروں کو قتل کرانے کے جھوٹے مقدمات آپؑ پر بنائے گئے۔ مگر ہر موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے آپؑ کی مدد اور نصرت کی۔ اور پھر دنیا میں چاروں طرف آپؑ کا نام پھیلا اور عزت کے ساتھ لیا جانے لگا۔ اور جب آپؑ فوت ہوئے تو آپؑ کے ماننے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ مگر پھر بھی آپؑ کی جماعت ابھی اتنی کمزور تھی۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات

کے وقت جب ہم لوگ انتہائی درد کی حالت میں تھے۔ جب کہ ہمارا ایسا لیڈر جس کے متعلق ہمارا یقین اور ایمان تھا۔ کہ اسے اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے ہم سے رخصت ہو گیا۔ اور جب ہمارے دل اتنے زخمی تھے کہ کسی یتیم کا دل بھی اتنا زخمی نہیں ہوتا۔ اس وقت لاہور میں مخالفوں نے ایک جنازہ بنا کر بازاروں میں سے گذارا۔ جس پر وہ گوبر اور پاخانہ اور اینٹیں اور پتھر پھینک رہے تھے اور اس طرح ہنسی اڑا رہے تھے۔ مگر خدا تعالےٰ نے جو آپؑ کی ایک

عظیم الشان پیشگوئی کو میرے ذریعہ پورا کروانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے اس بات کی توفیق دی کہ جب میں نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مخالف اس طرح تمسخر کر رہے ہیں اور خوشی منا رہے ہیں۔ اور بعض اپنی جماعت کے لوگوں کے بھی قدم ڈگمگا رہے ہیں تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش کے پاس گیا۔ اور آپؑ کے سرہانے کی طرف کھڑا ہو کر خدا تعالیٰ سے کہا۔ کہ اے خدا میں تیرے اس مامور کے پاس کھڑے ہو کر تیرے حضور یہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ جس کام کے لئے تو نے اسے مامور کیا تھا۔ میں اسے سرانجام دوں گا۔ اور اگر ساری کی ساری جماعت بھی خدانخواستہ مرتد ہو جائے تب بھی میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اور اس کام میں کسی کی مخالفت کی کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اس وقت میری عمر ۱۹ سال کی تھی۔ اور

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

کہ اس نے ایک انیس ۱۹ سالہ نوجوان کے منہ سے یہ الفاظ نکلوائے۔ اور پھر اس نے اپنے فضل سے ہی مجھے یہ بھی توفیق دی۔ کہ اپنے وعدہ کو پورے زور کے ساتھ پورا کروں اور ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا موجب بنوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی تھیں

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور میں جو ایک کمزور اور بیمار انسان تھا۔ ایسے وقت میں

جب دنیا

سمجھ رہی تھی کہ سلسلہ کا کام اب بند ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کر رہا تھا۔ کہ میں آپؑ کے کام کو جاری رکھوں گا۔ آپؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ رضی اللہ عنہ

کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ مولوی صاحب مرحوم بہت بڑے عالم تھے۔ جب وہ خلیفہ ہوئے۔ تو لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب ہی پہلے اس سلسلہ کو چلا رہے تھے۔ پہلے آپ پیچھے تھے اب آپ آگے آ گئے ہیں۔ اُن کی زندگی تک تو یہ سلسلہ نہیں ٹوٹے گا۔ مگر اُن کے بعد ختم ہو جائے گا۔ لیکن ابھی چھ ماہ کا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ جماعت کے وہ لوگ جو سب سے زیادہ رسوخ جماعت میں رکھتے تھے۔ وہ

خلافت کی مخالفت

کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ مولوی صاحب کو بزرگ سمجھ کر ہم نے ان کی بیعت کر لی ہے۔ مگر کام چلانے کی ذمہ داری انجمن پر ہے۔

جب اس مخالفت نے سر نکالا تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ کوئی پیر نہیں ہوں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔

اس پر یہ لوگ بظاہر یہ کہکر خاموش ہو گئے کہ ہم اب ان کی بیعت کر چکے ہیں۔ اور اس طرح ان کے قبضہ میں ہیں۔ مگر اس کے ساتھ دوسرا ہتھیار یہ استعمال کرنے لگے کہ مجھ بے گناہ کو جسے کبھی یہ خیال بھی نہ آیا تھا۔ کہ میں خلیفہ بنوں گا۔ یہ کہہ کہہ کر بدنام کرنا شروع کر دیا۔ کہ اس بچہ کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور میرے خلاف ایسا

پروپیگنڈا شروع کیا

کہ میرے بعض عزیز دوست بھی مجھے اس خیال سے تحقیر کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ کہ گویا میں جماعت میں فتنہ ڈالنے والا ہوں۔ ہم نے ایک مجلس بنائی ہوئی تھی۔ اس میں تقریروں کی مشق کی جاتی تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ اس کے صدر تھے۔ مگر ان لوگوں نے اس کے اجلاس کا پروگرام ایسا بنایا کہ میری تقریر اس میں نہ ہو سکے چنانچہ ایک دن جب میں حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس اس لئے گیا کہ پروگرام میں اس طرح تبدیلی کی جائے تو ایک دوست نے بڑے غصہ سے کہا کہ ہم یہاں تمہاری تقریریں سننے کے لئے نہیں آئے۔ یہی لوگ ہر قسم کے انتظامات پر قابض تھے۔ سیکرٹری بھی انہی میں سے تھا۔ رسالوں کی ایڈیٹری پر بھی یہی قابض تھے۔ اور یہ سب مجھے بدنام کر رہے تھے۔

ایسی حالت میں ۱۹۱۴ء میں

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا

ان کی وفات سے قبل ہی مولوی محمد علی صاحب نے خفیہ طور پر ایک ٹریکٹ چھاپ کر رکھا ہوا تھا کہ مولوی صاحبؓ کی وفات کے بعد کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل جب میں نے انہیں کہا کہ ہمیں مل کر یہ اعلان کرنا چاہیئے کہ ہم میں کوئی اختلاف و جھگڑا وغیرہ نہیں تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ ان باتوں کا قادیان سے باہر کسی کو علم بھی نہیں۔ کیا ضرورت ہے کہ اس بارہ میں کوئی اعلان لکھا جائے۔ مگر خود خفیہ طور پر یہ ٹریکٹ چھپوا کر رکھ چھوڑا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کا نظام انجمن کے سپرد کیا ہے۔ خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت تو اس لئے کر لی گئی تھی کہ آپ قابل اور بزرگ آدمی تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ جماعت میں اتفاق رہنا چاہیئے۔ اور اس کو قائم رکھنے کے لئے میں

یہ پیشکش کرتا ہوں

کہ آپ اور آپ کی پارٹی جس کو بھی خلیفہ منتخب کرے میں اس کی بیعت کر لوں گا۔ اور جن لوگوں کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میری پارٹی میں ہیں ان کا جب کوئی ہیڈ نہ رہے گا تو وہ بھی خود بخود بیعت کر لیں گے مگر مولوی صاحب نے کہا ہم خلافت کے قائل ہی نہیں۔ اس لئے یہ صورت منظور نہیں کر سکتے۔ مولوی صاحب نے میری اس قربانی کو جو میں جماعت میں اتفاق قائم رکھنے کی غرض سے کرنے کو تیار تھا۔ رد کر دیا۔ میں نے اصرار اور خوشامد سے ان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ نہ مانے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت جماعت میرے ہاتھ پر اکٹھی ہو گئی۔ میں وہ شخص ہوں جو ظاہری تعلیم کے لحاظ سے کورا ہوں۔ یوں تو میں نے انٹرنس کا امتحان بھی دیا۔ مگر یہ یاد نہیں کہ کوئی امتحان پاس بھی کیا ہو۔ پھر دینی تعلیم بھی میں نے کسی مدرسہ میں نہیں پائی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا انتخاب بطور خلیفہ عقل کے خلاف بات ہے۔ اگر عقل سے کام لیا جاتا تو مولوی محمد علی صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب وغیرہ میں سے کوئی خلیفہ ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ میرے اپنے ایک برادر نسبتی اور بچپن کے دوست نے مجھے سنایا کہ میں یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب یا مولوی محمد احسن صاحب کی بیعت کر لوں گا۔ اور خود میں نے بھی یہ پیشکش کی تھی۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ مگر

خدا کی قدرت

کہ جب جماعت کے لوگ جمع ہوئے تو مولوی محمد علی صاحب نے یہ تقریر کرنی چاہی کہ کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر جماعت کے لوگوں نے کہا کہ چونکہ جماعت خلافت پر ایمان رکھتی ہے اس لئے اس بارہ میں وہ آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ اس پر وہ لوگ مسجد سے چلے گئے۔ اور میں جس کی نہ صحت اس قابل تھی اور نہ تعلیم۔ اس کے ہاتھ پر جماعت جمع ہو گئی۔ اور یہ لوگ مخالف تھے۔ اور اس زمانہ کے اخبارات کے فائل گواہ ہیں کہ یہ لوگ خود کہتے تھے کہ پانچ فیصدی لوگوں نے مرزا محمود احمد کی بیعت کی ہے۔ اور باقی ہمارے ساتھ ہیں۔ اور مالی حالت یہ تھی کہ خزانہ میں صرف ۱۸ آنے تھے۔ اور اٹھارہ ہزار کے بل قابل ادائیگی تھے۔ ایسے حالات میں وہ لوگ جو جماعت میں بارسوخ تھے۔ قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ اور اس وقت وہ آئندہ کے متعلق جو امیدیں رکھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک یعنی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے قادیان کے ہائی سکول کی عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو یہاں سے جا رہے ہیں۔ لیکن ابھی دس سال نہیں گذرنے پائیں گے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔ تو ایسے مخالف حالات میں

جماعت کی امامت

ایک ایسے شخص کے سپرد ہوئی جو نہ دنیوی علوم رکھتا تھا اور نہ دینی۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق یہ وعدہ تھا کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ اسے آسمان سے اپنے علوم سکھائے گا۔ اور فرشتے وہ علوم اسے پڑھائیں گے جو دین کے لئے ضروری ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود میری ایسی تربیت کی کہ ہر علم میں مجھے ملکہ عطا کیا۔ اور ہر قسم کے علوم سکھائے۔ میں نے کئی دفعہ یہ دعویٰ کیا ہے کہ کسی علم کا کوئی کتنا بھی ماہر کیوں نہ ہو وہ اپنے علم کے رو سے قرآن کریم پر کوئی اعتراض کرے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے مسکت جواب دوں گا۔ پھر (باوجود اس کے کہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور میں سیاسی آدمی نہیں) سیاست میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا ملکہ اور شعور عطا کیا کہ

سر فضل حسین صاحب

نے ایک دفعہ مجھے کہلا بھیجا کہ آپ سیاسیات میں کیوں دخل نہیں دیتے۔ مولوی فضل الحق صاحب سابق وزیر اعظم بنگال اور عبداللہ سہروردی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے سیاسی مرید ہیں۔ اور ڈاکٹر محمود صاحب نے میرے ایک سیاسی رسالہ کا ذکر کر کے کہا کہ میں

اسے ہر وقت جیب میں رکھتا ہوں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیاسی امور میں بھی ہمیشہ میرا مشورہ ٹھیک ثابت ہوا ہے۔ جب دہلی میں خلافت کانفرنس ہوئی تو مجھے بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ میں نے ایک رسالہ لکھ کر وہاں تقسیم کرانے کے لئے بھیج دیا۔ اور اس میں بعض مشورے اس تحریک کو کامیابی کے لئے دیئے۔ مگر اس وقت کارپردازوں نے ان پر توجہ نہ کی اور عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر وفات سے کچھ عرصہ قبل مولانا شوکت علی صاحب مجھ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ فلاں فلاں وجہ سے ہماری یہ تحریک فیل ہو گئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مشورہ آپ لوگوں کو دیا تھا۔ اگر آپ ان پر عمل کرتے تو آج ناکامی کا منہ دیکھنا نہ پڑتا۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے آپ کا وہ رسالہ نہیں ملا۔ سو اللہ تعالیٰ نے سیاسیات میں بھی مجھے رہنمائی کی توفیق دی۔ اسی طرح

اقتصادیات میں

بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے رہنمائی کی توفیق دی جس کے نتیجہ میں جماعت کا قدم بلندی کی طرف اٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم میں نے فرشتوں سے پڑھا ہے اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت دنیا کے پردہ پر قرآن کریم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ماتحت الہام اور وحی سے ایسے معانی قرآن کریم کے مجھے سمجھائے ہیں کہ اسلام اور قرآن کریم پر سے سب اعتراضات دور ہو جاتے ہیں۔ اور سننے والا اس کی خوبی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ غرض یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں پوری کی کہ بظاہر اس کے پورا ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ مجھ میں کوئی ذاتی خوبی نہ تھی۔ کوئی علم نہ تھا مگر الہام میں کہا گیا تھا کہ وہ لڑکا الہام الٰہی سے حصہ پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بچپن میں بھی مجھے غیب کی خبروں سے آگاہ کیا۔ اور اس زمانے میں تو یہ نشان اس کثرت سے ظاہر ہوا ہے کہ شدید ترین مخالف کے لئے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔

اب میں لدھیانہ کے لوگوں کو اور ان لوگوں کو بھی جو باہر سے آئے ہوئے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

یہ آسمان کی آواز ہے

جو اللہ تعالیٰ نے بلند کی ہے۔ اسے بند کرنا آسان نہیں۔ یہ جماعت شروع میں صرف چالیس افراد پر مشتمل تھی۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ تمام دنیا نے ہماری مخالفت کی۔ مگر سب مخالف ناکام ہوئے۔ اور آئندہ بھی ناکام ہوں گے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت احمدیت کی ترقی کو روک نہیں سکے گی۔ پھر ان رؤیا کے علاوہ جو میں نے بیان کئے ہیں اور بھی کئی باتیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔ اور وہ پوری ہوئیں۔ جو خدا آسمانوں اور زمینوں کا خدا ہے۔ جو پہلوں کا خدا ہے حال کا خدا ہے اور آئندہ کا خدا ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری اور سب کی جان ہے اور جس کے سامنے مر کر ہم سب نے پیش ہونا ہے۔ میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں اسی نے مجھے بتائیں۔ اور اسی نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ میرے ماننے والوں کو منکرین پر قیامت تک غلبہ اور فوقیت دے گا۔ میں انسان ہوں مر سکتا ہوں مگر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ضرور پورا ہو گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر اس کا یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا۔ اس سلسلہ کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ اور روز بروز یہ سلسلہ پھیلتا چلا جائے گا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام ان ممالک تک جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے ضرور پہنچے گا۔ اور جس طرح پہاڑوں سے دریا نکلتے ہیں اور پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی نہریں میرے ذریعہ ساری دنیا میں جاری ہوں گی۔ اسلام دنیا میں جیتے گا اور ضرور جیت کر رہے گا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم ان لوگوں کے دشمن ہیں جو ابھی تک ایمان نہیں لائے۔ ہم ان کے حقیقی خیر خواہ ہیں۔ اور ان کی خیر خواہی سے مجبور ہو کر ہی ان کو سمجھاتے ہیں۔ جس طرح ایک ماں جب دیکھتی ہے کہ اس کا بچہ کنوئیں میں گرنے لگا ہے تو وہ پوری کوشش کر کے اس کو بچاتی ہے۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ہم اسلام کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر ہم یہ بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ سچائی کو دنیا میں پھیلائیں۔ ہمارے مخالف اگر ایمان نہ بھی لائیں تو بھی ان کو چاہیئے کہ ہماری خیر خواہی کے قائل ہوں۔ اور اس بات کو مانیں کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں ان کی ہمدردی کے لئے کہتے ہیں۔ اور کہتے چلے جائیں گے چاہے وہ ہم کو کتنے دکھ کیوں نہ دیں۔ کتنی تکالیف کیوں نہ پہنچائیں۔ خواہ ہمیں وہ آروں سے چیر دیں خواہ شیروں کے آگے ڈالیں۔ پتھروں سے سنگسار کریں۔ پہاڑوں سے گرا کر ہلاک کریں۔ سمندر میں پھینک دیں۔ ہم خدا کا نام لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم

یہ آواز بلند کرتے چلے جائینگے

اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ تعلیم ضرور پھیل کر رہے گی۔ اور زبردست سے زبردست قومیں بھی ہمارے رستہ میں اگر کھڑی ہوں گی تو وہ ناکام ہوں گی۔ بے شک ہمارے جسموں کو وہ مٹا سکتی ہیں مگر ہماری روحیں بلند ہوں گی۔ اور یہ پیغام بند نہ ہو گا۔ پس

بہتری اسی میں ہے

کہ ہماری آواز کو سنو۔ اپنی عاقبت کی بہتری کے لئے سنو! اور اس آواز کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند ہو رہی ہے غور سے سنو۔ اور سمجھنے کی کوشش کرو۔

اے خدا میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو ان لوگوں کے دلوں کو کھول دے اور ساری دنیا کے کانوں تک اس آواز کے پہنچنے کے سامان پیدا کر دے۔ جس طرح ہم تیرے بندے ہیں اسی طرح وہ بھی ہیں جنہوں نے ابھی تیرے پیارے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا۔ تو ان کو ہدایت دے اور سب کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر دے دنیا سے فساد، بدامنی، بے دینی، ظلم فسق و فجور۔ ایک دوسرے کے مال کو کھانے اور آپس میں لڑنے کی روح کو دنیا سے مٹا دے۔ اور امن و آشتی کی روح پیدا کر دے۔

اب میں دعا کرتا ہوں۔ دوست بھی دعا کریں تا اللہ تعالیٰ دلوں کو کھول دے اور دنیا کی بدحالی کو خوش حالی میں تبدیل کر دے۔ آمین

(اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی اور یہ مبارک جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا)۔

حضرت فضلِ عمر ایدہ اللہ تعالےٰ

خوشا نصیب ملا ہم کو دورِ فضلِ عمر
نشانِ رحمتِ یزداں کلیدِ فتح و ظفر

اُسی سے گرم ہے میدانِ جہادِ اکبر کا
وہی ہے کفر کے لشکر کے آگے سینہ سپر

تمام قوموں کو جس ذات سے ملی برکت
یہی ہے اہلِ نظر ہاں یہی وہ فضلِ عمر

دیارِ غیر میں خود جا کے نعرہ زن وہ ہوا
چڑھایا نیّرِ اسلام اُفقِ مغرب پر

عیاں ہے اس کے ہر اک کام سے اولوالعزمی
اُسی کی محنت شاقہ کے ہیں یہ شیریں ثمر

اسیرِ نفس ہوئے جس کے فیض سے آزاد
یہی وہ نور ہے جس کی خدا نے دی تھی خبر

خدایا آج وہ ملّت کے غم میں ہے بیمار
شفائے کامل و عاجل عطا اُسے تُو کر

(شبیر احمد)

ظہورِ مصلح موعود کی ضرورت

از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن نہ صرف تاریخ احمدیت بلکہ تاریخ اسلام میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور آئندہ آنے والی صدیوں کا کوئی مورخ اسلام اس دن کو نظر انداز نہیں کریگا کیونکہ اس دن آخری زمانہ کے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عظیم الشان پیشگوئی کا اعلان فرمایا جو چالیس دن متواتر اہل دنیا سے بکلی منقطع ہوکر اللہ تعالےٰ کے حضور نہایت عاجزی اور تضرع اور انکساری اور سوز و گداز سے کی ہوئی دعاؤں کے نتیجہ میں آپ پر منکشف ہوئی تھی۔

ان الہامات میں جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں قبولیت دعا اور اسرار غیبیہ پر اطلاع پانے کا محیر العقول مواد موجود ہے فرزند موعود کا پیدا ہونا اور اس کا اعلےٰ صفات سے متصف ہونا اور اس کے ذریعہ حق کا عروج و غلبہ پانا۔ اور دین اسلام اور قرآن مجید کلام اللہ کا شرف ظاہر ہونا اور پسر موعود کا جانشین مسیح موعود ہونا اور زمین کے کناروں تک شہرت پانا اور قوموں کا اس سے برکت حاصل کرنا اور اس کا لمبی عمر پانا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کا کبھی منقطع نہ ہونا اور آپؑ کی نسل کا کثیر ہوجانا اور آپؑ کے جدی بھائیوں کی نسل کا منقطع ہوجانا اور ان کا لاولد رہ کر مرجانا۔ اور آپؑ اللہ تعالےٰ کا آپؑ کے خالص اور دلی محبوں کے گروہ کو بڑھانا اور آپؑ کی دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچانا اور آپؑ کے حاسدوں اور دشمنوں کو جو آپؑ کے نابود کرنے کے خیال میں ہیں خود ناکام و نامراد رہنا اور ناکامی و نامرادی میں مرنا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا آپؑ کو پوری طرح کامیاب فرمانا اور آپؑ کے متبعین اور محبین کا حاسدوں اور معاندوں کے گروہ پر تا روز قیامت غالب رہنا۔ اور آخر کار امیروں اور بادشاہوں کا آپ کا معتقد ہونا اور آپؑ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنا وغیرہ بہت سے ایسے امور از قبیل اسرار غیبیہ اس نشان میں بطور پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے آپ پر ظاہر فرمائے۔ جن کا پورا کرنا قطعی اور یقینی انسانی طاقتوں سے باہر ہے۔

مصلح موعود آپؑ کا صلبی بیٹا ہوگا

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود سے متعلق پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرنے اور اس سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر نظر ڈالنے سے ایک غیر متعصب انسان یہ نتیجہ اخذ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آپؑ کے فرزند ارجمند حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہیں۔

اوّلاً اس لئے کہ پیشگوئی کے الفاظ

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ
اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا
وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری
ہی ذریت و نسل ہوگا۔"

اور الفاظ "فرزند دلبند گرامی ارجمند" سے صاف ظاہر ہے کہ مصلح موعود اور پسر موعود آپ کے صلبی بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہوگا۔

ثانیاً اس لئے کہ حضرت اقدسؑ اس پیشگوئی کے متعلق اپنے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کے اشتہار مورخہ
۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس میں ایک
پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند
صالح ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار
پیدا ہوگا۔ ابھی تک جو ۲۲ مارچ
۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی
لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی
عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے۔
پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں۔
کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس
کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائیگا
خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال
اس عرصہ کے اندر پیدا ہوگا۔"

ثالثاً بشیر اول کی وفات کے بعد یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار کے صفحہ ۱۶، ۷ کے حاشیہ میں اللہ تعالےٰ کے انزال رحمت کی دو قسمیں ذکر کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس
عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے
یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔
پس اول اس نے قسم اول کے
انزال رحمت کے لئے بشیر کو
بھیجا تا بشر الصابرین کا
سامان مومنوں کے لئے تیار
کرکے اپنی بشریت کا مفہوم پورا
کرے۔۔۔۔ اور دوسری قسم رحمت
کا یعنی ارسال مرسلین و نبیین وائمہ
و اولیاء و خلفاء۔ (شمس) جو ابھی
ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل
کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر
بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی
موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء
کے اشتہار میں اس کے بارے
میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ
نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک
دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔
جس کا نام محمود بھی ہے وہ
اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔
یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ
نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ
۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی
حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے
پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس
عبارت تک کہ مبارک وہ جو
آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر
کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو روحانی
طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا۔
اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے
بشیر کی نسبت ہے۔"

اور اسی اشتہار کے صفحہ ۲۱ میں پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا حوالہ دیکر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل
گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی
کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے
حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس
عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ
اس کے ساتھ فضل ہے جو اس
کے آنے کے ساتھ آئے گا پس
مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں
فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام
اس کا محمود اور تیسرا نام اس
کا بشیر ثانی ہے۔"

سبز اشتہار کی مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہے کہ فقرہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے کے بعد کی عبارت بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے دو نام ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ دوسری قسم رحمت کی تکمیل فرمائے گا یعنی وہ آپؑ کا جانشین اور خلیفہ ہوگا۔ اور بشیر اول کی طرح آپؑ کا صلبی بیٹا ہوگا اور ۹ سال کے عرصہ میں یعنی ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ میں بہرحال پیدا ہوجائیگا

اس سبز اشتہار کی اشاعت پر ابھی ڈیڑھ ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اولوالعزم مصلح موعود اور پسر موعود، دوسرا بشیر اور مسیح موعودؑ کا حسن و احسان میں نظیر لڑکا ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوگیا۔ اور اشتہار تکمیل تبلیغ میں بطور تفاؤل اس کا نام آپؑ نے بشیر اور محمود رکھا اور اسے مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا۔ اور بعد میں وہی ان تمام ناموں کا حقیقی مصداق ثابت ہوا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۳ میں تحریر فرمایا۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ
میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے
کے بارے میں یہ بشارت ہے کہ
دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا
نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک
جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں
ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے
موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا
ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر
اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں
یہ ہے عبارت سبز اشتہار کی جس
کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا
پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور
اب تک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود
ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

اس عبارت میں بطور تفاؤل نہیں بلکہ اسے قطعی طور پر سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے نام ہیں۔ اور یہ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی مندرجہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے کے بعد کی عبارت مصلح موعود اور دوسرے بشیر کی نسبت ہے جس کا ایک نام محمود ہے اور آپ پر یہ بات بھی بذریعہ الہام کھل گئی تھی کہ یہ پیشگوئی بشیر اول اور بشیر ثانی دو سعید لڑکوں کی پیدائش پر مشتمل ہے اور محمود اور بشیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان بیٹوں میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے نام رکھے جس سے یہ تمام صفائی ظاہر ہوگیا کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے حقیقی مصداق آپ ہی ہیں اور آپ ہی وہ اولوالعزم فرزند دلبند حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر ہیں۔ جن کے وجود باجود سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو خلافت مسیح موعود کی خلعت پہنا کر دوسری قسم رحمت کی تکمیل فرمائی۔

اللہ تعالےٰ نے اس پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ہر پہلو سے ایسے نمایاں طور پر پورا فرمایا کہ اس میں ذرا شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی اور جن کے دل میں خشیۃ اللہ تھی وہ خدا تعالےٰ کے اس عظیم الشان آسمانی نشان کو پورا ہوتے دیکھ کر سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا کہتے ہوئے سربسجود ہوگئے۔

حضرت مصلح موعود "کا نفسی نقطہ" کی طرف اٹھایا جانا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طویل بیماری کی ایک حکمت

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

پیشگوئی کا ایک اہم حصہ

مصلح موعود والی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جن کلمات الٰہیہ میں ظاہر ہوئی۔ ان کا ایک نمایاں حصہ الہام الٰہی کے یہ الفاظ ہیں:

"وہ جلد جلد بڑھے گا اور
اسیروں کی رستگاری کا موجب
ہوگا اور زمین کے کناروں
تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں
اس سے برکت پائیں گی۔ تب
اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف
اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً
مقضیاً۔"

ان الہامات کا آخری جملہ "تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً" صاف صاف بتا رہا ہے کہ پہلی ساری باتیں پوری ہو جانے کے بعد یہ مرحلہ آئے گا۔ مصلح موعود جلد جلد بڑھے گا اور وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب بنے گا اسے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل ہوگی اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ جب علم الٰہی کے مطابق یہ سب کچھ پورا ہو چکے گا اور مصلح موعود کے بارہ میں ان امور کے متعلق تقدیر الٰہی پوری ہو چکے گی۔ تب یہ مرحلہ آئے گا کہ مصلح موعود کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ یہ بات اسی طرح وقوع پذیر ہوگی یہی آسمانی نوشتہ ہے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔

نفسی نقطہ کی طرف اٹھایا جانا

اس حصہ پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ مصلح موعود کا نفسی نقطہ بہت بلند اور روحانی نقطہ ہے۔ اسی لئے لفظ آسمان اور اٹھایا جانے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی قابل غور امر ہے کہ اس الہام میں یہ نہیں فرمایا کہ مصلح موعود اپنے نفسی نقطہ کی طرف خود اٹھے گا بلکہ فرمایا ہے کہ اسے اپنے نفسی نقطہ کی طرف اٹھایا جائے گا۔ گویا مصلح موعود کا اپنے نفسی نقطہ کی طرف اٹھایا جانا غیر معمولی صورت میں ہوگا اور اللہ تعالےٰ کی تقدیر خاص سے ہوگا۔ اور محض خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوگا۔ الہامی الفاظ "وکان امراً مقضیاً" میں صراحت ہے کہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ایک اٹل حقیقت ہوگا۔ اس میں انسانی دخل نہ ہوگا۔

نفسی نقطہ روحانی مقام ارتقا کا نام ہے

نفسی نقطہ سے کیا مراد ہے؟ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک انسان کا ایک روحانی مقام ہے۔ جس طرح فرشتوں میں سے ہر فرشتے کا ایک مقام ہے۔ فرمایا

وما منا الا له مقام
معلوم (الصافات ۱۶۴)

انسان کا یہ روحانی مقام اس کا نفسی نقطہ ہوتا ہے۔ گویا یہ اس کی روحانی استعداد کی پہنچ یا پرواز کا نام ہے۔ مصلح موعود کے کارنامے نمایاں ہیں۔ اس کا جلد جلد بڑھنا سب کی نظروں کے سامنے ہوگا۔ اس کا اسیروں کی رستگاری کا موجب بننا بھی سب کو نظر آئیگا۔ اس کا زمین کے کناروں تک شہرت پانا بھی ایک مشہود امر ہوگا۔ اور اس سے قوموں کا برکت پانا بھی ایک نمایاں امر ہوگا۔ ہاں مصلح موعود کا بلند تر روحانی مقام نظروں سے اوجھل ہوگا۔ اللہ تعالےٰ آخر اپنے غیر معمولی فضل سے اس کے اس مقام کو بھی عیاں کر دے گا۔ اور اس کی بلندی لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی۔

ایک عجیب راز

یہ ایک عجیب راز ہے کہ جب مصلح موعود کے متعلق الہامی کلمات کے نشانات نمایاں طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات میں پورے ہو گئے اور اپنوں اور بیگانوں نے محسوس کر لیا کہ پیشگوئی میں مذکورہ علامات متحقق ہو چکی ہیں آپ جلد جلد بڑھے۔ آپ بیشتر روحانی اور بعض جسمانی اسیروں کی رستگاری کا بھی موجب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو زمین کے کناروں تک شہرت دے دی۔ آپ کے شاگرد اور مبلغ دور دراز علاقوں میں پھیل گئے۔ اور قومیں آپ سے برکت پر برکت پانے لگیں۔ جب یہ سب باتیں پیشگوئیوں کے انداز کے مطابق کافی نمایاں حد تک پوری ہو گئیں۔ تب آپ پر نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلتے وقت ایک دشمن کی طرف سے قاتلانہ حملہ ہوا۔ جس سے آپ کے نفسی نقطہ کی رفعت کا ایک اظہار ہوا۔ اور فضل عمر والی مشابہت ظہور پذیر ہوئی۔

اندھیرے کی پیشگوئی اور اس کے ازالہ کی بشارت

اس مرحلہ سے گزرنے کے بعد الٰہی مصلحت کے ماتحت آپ پر طویل بیماری کا دور آیا۔ جو الہام الٰہی کصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد وبرق (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اسی اندھیرے کے آخر کار دور کئے جانے کی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
(آمین مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

یہ بشارت درحقیقت اس دعا کی قبولیت کا اعلان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمود کی آمین مطبوعہ ۷ جون ۱۸۹۷ء میں بایں الفاظ فرمائی تھی۔

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
(محمود کی آمین ۱۸۹۷ء)

طویل بیماری اور نفسی نقطہ کا ارتفاع

میرے نزدیک اس طویل بیماری کا بھی آپ کے نفسی نقطہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

(الف) ان العبد اذا سبقت
له من الله منزلة لم
يبلغها بعمله ابتلاه
الله في جسده او ماله
او في ولده ثم صبره على
ذالك حتى يبلغه المنزلة
التي سبقت له من الله
رواه احمد و ابو داؤد
(مشكوٰة المصابيح ص۱۳۷ باب
عيادة المريض)

ترجمہ: جب کسی بندے کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں ایسا اونچا مرتبہ مقدر ہوتا ہے۔ کہ وہ وہاں تک صرف اپنے عمل سے نہ پہنچ سکتا ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اسے اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے سلسلہ میں ابتلا لے آتا ہے۔ اور پھر اسے اس تکلیف پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اسے اس کے مقدر رتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔

(ب) عن عبد الله بن مسعود
رضي الله عنه قال دخلت على النبي
صلى الله عليه وسلم وهو
يوعك فمسسته بيدي فقلت
يا رسول الله انك لتوعك
وعكاً شديداً فقال النبي صلى الله
عليه وسلم اجل اني اوعك كما
يوعك رجلان منكم قال فقلت
ذلك لان لك اجرين فقال
اجل ثم قال ما من مسلم يصيبه
اذًى من مرض فما سواه الا
حط الله تعالى به سيئاته كما
تحط الشجرة ورقها [illegible]
عليه
(مشكوٰة المصابيح ص۱۳۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ کو اس وقت بخار تھا۔ میں نے حضور علیہ السلام کا ہاتھ چھو کر عرض کیا کہ حضورؐ کو تو سخت بخار ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں درست ہے مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے بخار کی مانند بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ اس لئے ہوگا کیونکہ حضورؐ کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ جب کسی مسلمان کو بیماری یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ سے اس کی خطاؤں کو اس طرح گرا دیتا ہے۔ جس طرح درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔

(۶) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا مرض العبد او سافر کتب لہ بمثل ما کان یعمل مقیماً صحیحاً رواہ البخاری۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ صـ ۱۳۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر جاتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں اسی قدر یا وہی نیک کام درج ہوتے رہتے ہیں جو وہ تندرست اور مقیم ہونے کی صورت میں بجالایا کرتا تھا۔

(۷) عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا ابتلی المسلم ببلاء فی جسدہ قیل للملک اکتب لہ صالح عملہ الذی کان یعمل فان شفاہ غسلہ وطہرہ و ان قبضہ غفرلہ ورحمہ۔

(مشکوٰۃ المصابیح صـ ۱۳۶)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کو جسم کی بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ حالتِ صحت میں جو نیک کام یہ کیا کرتا تھا۔ وہ بدستور اس کے نامۂ اعمال میں درج کرتے رہو۔ بعد ازاں اگر اللہ تعالےٰ اسے شفا عطا فرمائے تو اللہ تعالےٰ اُسے غسل دے کر پاک کر دیتا ہے اور اگر وفات دے دے تو اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔"

احادیث نبویہ کے واضح نتائج

ناظرین کرام! ان چار احادیث نبویہ پر تدبر فرمائیں تو مندرجہ ذیل نتائج بالبداہت سامنے آجاتے ہیں۔

اول:۔ صبر کرنے والے مومن کی بیماری اس کے اجر و ثواب کا موجب ہے۔

دوم:۔ بیماری کے عرصہ میں اس کے نامۂ اعمال میں اسی کی تمام وہ نیکیاں بدستور درج ہوتی رہتی ہیں جو وہ حالتِ صحت میں کرتا تھا۔

سوم:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بخار کی شدت کی وجہ سے حضور کو اجر و ثواب بھی دگنا ملتا تھا۔

چہارم:۔ مومن کے لئے جب کوئی غیر معمولی خاص بلند درجہ مقدر ہوتا ہے تو اُسے بیماری وغیرہ مصیبت میں مبتلا کر کے اور توفیق صبر بخش کر اس مقام تک پہنچایا جاتا ہے۔

سوچنے والوں کے لئے ایک نشان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی لمبی بیماری میں اللہ تعالےٰ کی متعدد حکمتیں ہیں۔ جن کا اظہار اپنے وقت پر ہوتا رہتا ہے۔ جماعت کے لئے مقام توحید کی طرف کامل توجہ کرنے۔ نیز علمی و عملی استقامت کا سبق مل رہا ہے۔ کمزوری کا امتحان ہو رہا ہے اور دشمنوں کے کامل بغض کا اظہار ہو رہا ہے ان کی گالیوں سے شانِ محمود کی رفعت ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں ان حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس لمبے ابتلا پر صبر کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ آپ کو آپ کے نفسی نقطۂ بلند روحانی مقام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں سے پہلی حدیث نبوی میں اس کی صراحت موجود ہے۔ گویا ایک رنگ میں مصلح موعود کی نفسی پیشگوئی میں اس دور ابتلاء کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں مصلح موعود کے نفسی نقطہ یعنی بلند مقام پر اٹھائے جانے کا ذکر موجود ہے۔ گویا یہ دور ابتلاء بھی صبر و شکر کے اعلیٰ وصف کے باعث حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک دلیل صداقت ہے اور اسی میں سوچنے والوں کے لئے ایک کھلا نشان ہے

اس بیماری کی وجہ سے ایک خاص گروہ اپنے بغض محمود ایدہ اللہ الودود میں حد سے تجاوز کر لیا ہے اور دلآزاری ان کا مشغلہ بن گیا ہے۔ یہ امر خود مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہے۔ لوگ گالیاں دیتے ہیں خدا کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔

محبین اور مخلصین کو اس موقعہ پر صدقہ و خیرات کرنے کی توفیق کے علاوہ دردمندانہ تضرعات اور خشوع و خضوع سے بھری ہوئی دعاؤں کا موقعہ مل رہا ہے۔ دُنیا بھر کے اہل ایمان حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کی شفاء و صحتیابی کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور حضور کے مراتب کی بلندی اور فیوض کے دوام کے لئے بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہیں۔ یہ سب امور مل کر حضرت مصلح موعود کو نفسی نقطہ کے اونچے مرتبہ پر لے جا رہے ہیں۔ پھر خود حضور ایدہ اللہ بنصرہ کا شدید ترین احساس کہ میں عملی خدمتِ اسلام نہیں کر رہا۔ اور بھی آپ کے مقام کو بلند کر رہا ہے۔ غرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے صاف نظر آرہا ہے کہ یہ لمبی بیماری آپ کو آپ کے روحانی نفسی نقطہ کی طرف اٹھانے کا ذریعہ ہے اور یہ آپ کے مصلح موعود ہونے پر فی ذاتہٖ ایک دلیل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پیشگوئی مصلح موعود کا ایک خاص پہلو

"نفسی نقطۂ آسمان" اور اس کا اصل مفہوم!

مسعود احمد خان دہلوی

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۷۹ سال قبل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے آقا و مطاع خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی لائی ہوئی اکمل و اتم شریعت کی حقانیت کے اظہار کے لئے جو عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی تھی وہ "پیشگوئی مصلح موعود" کے نام سے موسوم ہے کیونکہ اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے الہام خاص کے ذریعے ایک عظیم الشان صفات والے اولوالعزم فرزند کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے اور اسلام کو زمین کے کناروں تک پھیلانے کا موجب ہوگا۔ اُس کو ایک پاک روح عطا کی جائے گی، وہ نور ہی نور ہوگا اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا، اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ وہ اِس طور اور اِس شان سے دُنیا میں حق و صداقت کی منادی کریگا کہ دینِ حق کے پھیلنے اور اُس کے پُورے کرۂ ارض پر محیط ہونے کی راہ ہموار ہو جائیگی۔

آج اپنے ہی ایمان نہیں رکھتے بلکہ اغیار بھی کسی نہ کسی رنگ میں اِس امر پر گواہ ہیں کہ یہ عظیم الشان پیشگوئی اور اس کی ایک ایک علامت حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کے فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے وجودِ باجود میں نہایت مہتم بالشان طریق پر پوری ہو چکی ہے۔ آپ کی ولادت پیشگوئی کی نو سالہ میعاد کے اندر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی کے بموجب آپ کا نام بشیر اور محمود (بشیر الدین محمود احمد) رکھ کر صراحت کے ساتھ اپنی کتابوں اور اشتہارات میں لکھا کہ وہ پسرِ موعود جس کا پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ وعدہ دیا گیا تھا پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو باقاعدہ دستخطی تحریر کے ذریعے اِس امر کی تعیین فرمائی کہ فی الحقیقت آپ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے آپ کے ذریعے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو زمین کے کناروں تک وسیع کر کے اور اطراف وجوانبِ عالم میں آپ کے ہاتھوں اسلام کو پھیلا کر اور صداقتِ اسلام پر آپ سے گرانبہا کتب اور قرآن مجید کی بے مثل تفسیر لکھوا کر اور آپ کے حق میں تائید و نصرت اور فتح و ظفر کے عظیم الشان نشان ظاہر فرما کر اِس بات کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دیا کہ یہ پیشگوئی آپ ہی کے حق میں پوری ہوئی ہے اور آپ ہی اس پیشگوئی کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ آپ کی ولادت کے روزِ سعید سے ہی پیشگوئی کی علامتوں کے پورا ہونے پر ایمان رکھتے ہوئے دل یقین اور بصیرت کے ساتھ آپکو مصلح موعود کے منصب پر فائز مانتی چلی آ رہی تھی "تاہم آپ نے خود اِس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اُس وقت تک اعلان نہیں فرمایا جب تک کہ خدا تعالیٰ نے ۵ اور ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب ایک رؤیا میں الہامِ خاص کے ذریعے یہ منکشف نہ فرما دیا کہ آپ ہی اس عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق اور مصلح موعود ہیں۔

یہ اِس لئے ہُوا کہ خود پیشگوئی کے الہامی الفاظ میں یہ صراحت موجود تھی کہ جب پیشگوئی کی ایک ایک علامت آپ کے وجود میں پوری ہو جائے گی —— (یعنی دنیا دیکھ لیگی کہ خدا نے آپ کو شکوہ اور عظمت اور دولت عطا کی ہے اور آپ پیشگوئی کے عین مطابق صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہیں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں زمین کے کناروں تک آپ ہی کے جاری کردہ پروگرام اور نظام کے ماتحت اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت آشکار اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے۔ قومیں آپ سے برکت پا کر اسیری سے رہائی پا رہی ہیں اور آپ کا نام ایک عظیم روحانی مصلح کی حیثیت سے زمین کے کناروں تک اِس درجہ مشہور و معروف ہو چکا ہے کہ اغیار بھی آپ کے انقلاب انگیز کارناموں پر حیرت زدہ ہو کر آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور وہ سابق اسیر جنہیں آپ کے طفیل رستگاری نصیب ہوئی ہے دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک آپ کی صحت و عافیت اور اقبال میں ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر رہے ہیں اور اِس طرح دنیا پر آشکار کر رہے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ محبت و عشق کے کبھی نہ منقطع ہونے والے رشتہ میں منسلک ہیں) —— تو اُس وقت خدا تعالیٰ خود آپ پر یہ انکشاف کرے گا کہ آپ ہی اِس پیشگوئی کے اصل مصداق اور مثیلِ مسیح موعود ہیں۔ فی الوقت ہم علی الخصوص پیشگوئی میں بیان کردہ اِس صراحت پر ہی روشنی ڈالنا چاہتے ہیں تا کہ یہ امر واضح ہو کہ آپ کا پیشگوئی کی جملہ علامتوں کے پورا ہونے کے بعد خدائی انکشاف کی بناء پر ۱۹۴۴ء میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرنا بھی پیشگوئی کے عین مطابق تھا۔ اور اِس لحاظ سے آپ کا یہ اعلان بھی پیشگوئی کی عظمت کو دنیا پر ایک نئے رنگ میں آشکار کرنے کا موجب بنا۔

قبل اِس کے کہ ہم پیشگوئی میں بیان کردہ اِس صراحت پر روشنی ڈالیں ضروری ہے کہ ہم پیشگوئی کے متعلقہ الہامی الفاظ درج کر دیں تا کہ اس میں مذکورہ بالا صراحت کی نشاندہی کی جا سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے ایک اولوالعزم فرزند کے پیدا ہونے کی نہایت پُرشکوہ الفاظ میں بشارت دی اور فرمایا:۔

"... وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اِس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند مظھر الاوّل والآخر مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی واضح اور بیّن علامات اور اس کے ذریعے رونما ہونے والے عالمگیر انقلاب کا ذکر کرنے کے بعد بتایا ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو پھر وہ مصلح موعود "اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً"۔ پیشگوئی کے یہی وہ آخری الفاظ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اِس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ مصلح موعود خدائی انکشاف کی بناء پر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان ان سب باتوں کے پورا ہونے کے بعد کرے گا اور اس لئے کرے گا کہ خدا نے اسی طرح چاہا ہے اور یہ اُس کی طرف سے ایک فیصلہ شدہ امر ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں "نفسی نقطۂ آسمان" سے کیا مُراد ہے اور "اس کی طرف اٹھائے جانے" کے الفاظ کس مفہوم کے حامل ہیں تو پیشگوئی کے زیرِ نظر فقرہ کا اصل مفہوم خود بخود واضح ہو جائے گا۔

چنانچہ ہم سب سے پہلے اِس امر کو لیتے ہیں کہ "نفسی نقطۂ آسمان" سے کیا مُراد ہے۔ اِس کے لئے ہمیں کسی اَور کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ "نفسی نقطۂ آسمان" کی تشریح بیان فرما دی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ "نفسی نقطۂ آسمان" سے مُراد روحانی علوّ و ارتفاع کا وہ مرتبہ ہے جو اہل اللہ میں سے کسی صاحبِ حال کو عنداللہ حاصل ہو۔ چنانچہ آپ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "سُرمہ چشم آریہ" میں

سیّدِ ولدِ آدم، افضل الرسل، خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ارفع واعلےٰ مقام ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام، جس تک رسائی کسی غیر کے لئے ہرگز ممکن نہیں، قوسِ الوہیت اور قوسِ عبودیت کے مشترک وتر میں اُس وسطی نقطہ سے عبارت ہے جو دائرہ قوسین کا نقطۂ مرکز ہے اور آنحضور کا یہ مقام اہل اللہ کی اصطلاح میں "نفسی نقطۂ احمد مجتبیٰ ومحمد مصطفیٰ" کہلاتا ہے۔ یہ وترِ مشترک دوسرے بیشمار نقاط پر مشتمل ہے جو وسطی نقطۂ وتر سے فیضیاب ہونے کے باعث دوسرے اربابِ صدق وصفا کے "نفسی نقطہ ہائے آسمان" کا درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اب جاننا چاہیئے کہ دراصل (قوسِ الوہیت اور قوسِ عبودیت کے وترِ مشترک میں) اسی نقطۂ وسطی کا نام حقیقتِ محمدیہ ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائقِ عالم کا منبع واصل ہے اور دراصل اسی ایک نقطہ سے خطِ وتر انبساط وامتداد پذیر ہوا ہے اور اسی نقطہ کی روحانیت تمام خطِ وتر میں ایک ہویّتِ ساریہ ہے جس کا فیضِ اقدس اِس سارے خط کو تعیّن بخش ہو گیا ہے۔ عالم جس کو متصوّفین اسماء اللہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس کا اوّل اور اعلےٰ مظہر جس سے وہ علیٰ وجہ التفصیل صدور پذیر ہوا ہے یہی نقطۂ درمیانی ہے جسے اصطلاحاتِ اہل اللہ میں نفسی نقطۂ احمدِ مجتبیٰ ومحمد مصطفےٰ کا نام رکھتے ہیں اور فلاسفر کی اصطلاحات میں عقلِ اوّل کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور اس نقطہ کو دوسرے وتری نقاط کی طرف وہی نسبت ہے جو اسمِ اعظم کو دوسرے اسماءِ الٰہیہ کی طرف نسبت واقع ہے۔ غرض سرچشمۂ رموزِ غیبی ومفتاحِ کنوزِ لاریبی اور انسانِ کامل دکھلانے کا آئینہ بھی یہی نقطہ ہے اور تمام اسرارِ مبدء ومعاد کی علّتِ غائی اور ہر ایک زیر و بالا کی لمیّت یہی ہے جس کے تصوّر بالکنہ وتصوّر بکنہہ سے تمام عقول وافہامِ بشریہ عاجز ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحات ۱۷۱-۱۷۲)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جمیع مخلوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ارفع واعلیٰ اور فہم وادراک سے بالا مقام کو واضح فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آنحضور کا یہ مقام اہل اللہ کی اصطلاح میں نفسی نقطۂ احمد مجتبیٰ ومحمد مصطفےٰ کہلاتا ہے اور اسی طرح آنحضور کی پیروی اور اتّباع کی برکت سے دوسرے اربابِ صدق وصفا کو تعلق باللہ کے لحاظ سے جو روحانی مرتبہ ومقام حاصل ہوتا ہے وہ ان میں سے ہر ایک کا اپنا نفسی نقطہ کہلاتا ہے اِس وضاحت کی روشنی میں اگر پیشگوئی مصلح موعود کے آخری فقرہ کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ اِس میں پسرِ موعود کے اپنے نفسی نقطۂ آسمان سے مُراد وہ روحانی مقام ہے جو عنداللہ پسرِ موعود کو حاصل ہے اور اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھائے جانے یا مرتفع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب پیشگوئی پسرِ موعود کی تمام علامات اور اُس کے کارنامے ظہور پذیر ہو جائیں گے تو خدا تعالیٰ خود اُس پر اُس کا مرتبہ ظاہر کر دے گا اور اُسے بتا دے گا کہ وہ خود ہی مصلح موعود ہے اور عنداللہ اس مرتبہ ومقام پر فائز ہے کہ اُس کے وجود کی برکت سے دنیا میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو۔

چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہونے لگا آپکی شہرت زمین کے کناروں تک پھیلنے لگی اور آپ اِس طور سے روحانی اسیروں کی رستگاری کا موجب ثابت ہونے لگے کہ مشرق ومغرب کی قومیں آپ سے برکت پانے لگیں تو خدا تعالےٰ نے ۱۹۴۴ء کے شروع میں آپ پر انکشاف فرمایا کہ فی الحقیقت آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔ چنانچہ اِس خدائی انکشاف کے بعد آپ نے ۱۹۴۴ء کے دَوران ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں جلسے منعقد کر کے اپنے مصلح موعود ہونے اعلان فرمایا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور کے مقام پر منعقدہ جلسے میں آپ نے اِس امر کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے ایسے غیب سے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ ہماری جماعت آپ ہی آپ مختلف ممالک میں پھیلتی جا رہی ہے اور وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچیگا آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کے متعلق فرمائی تھی کس شان کے ساتھ پوری ہوئی اور چونکہ اکثر علامات جو اِس بیٹے کی بتائی گئی تھیں وہ سالہا سال سے پوری ہو رہی تھیں اسلئے جماعت ہمیشہ مجھے یہ کہا کرتی تھی کہ مصلح موعود آپ ہی ہیں۔ مگر مَیں نے اِس امر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مَیں نے کہا جب تک خدا مجھے آپ یہ اطلاع نہ دے کہ مَیں اِس پیشگوئی کا مصداق ہوں اُس وقت تک میرا اپنے آپکو اِس پیشگوئی کا مصداق قرار دے کر دعویٰ کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ یہی حالت ایک لمبے عرصہ تک رہی یہاں تک کہ اِس سال (۱۹۴۴ء) کے شروع میں ۵-۶ اور ۶ جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعے بتا دیا کہ مَیں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا اور میرے ذریعہ ہی دُور دراز ملکوں میں خدائے واحد کی آواز پہنچے گی، میرے ذریعہ ہی شرک کو مٹایا جائے گا، اور میرے ذریعہ ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا، خصوصاً مغربی ممالک میں جہاں توحید کا نام مٹ چکا ہے وہاں میرے ذریعہ ہی اللہ تعالےٰ توحید کو بلند کرے گا اور شرک اور کفر کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے گا۔ تب جبکہ خدا نے مجھے یہ خبر دے دی مَیں نے اِس کا دنیا میں اعلان کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ آج مَیں اِس جلسہ میں اُسی واحد اور قہّار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اُس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اِسی شہر لاہور میں نمبر ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مَیں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعے اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہو گی۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

پس اگرچہ اِس عظیم الشان پیشگوئی کی علامات ۱۸۸۹ء میں آپ کی ولادت کے وقت سے ہی ظاہر ہونی شروع ہو گئی تھیں اور پھر برابر ہوتی ہی رہیں یہاں تک کہ زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت پھیل گئی اور آپ کے ذریعہ اسلام چاردانگِ عالم میں پھیلنا شروع ہو گیا اور قومیں اسلام میں داخل ہو ہو کر آپ سے برکت حاصل کرنے لگیں اِس کے باوجود آپ اپنی زبان سے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرنے سے احتراز فرماتے رہے۔ بالآخر حسبِ پیشگوئی ان سب علامتوں کے پورا ہونے کے بعد وہ وقت آ پہنچا جب خدا نے آپکو آپ کے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف مرتفع کر کے ایک رؤیا میں اپنے الہامِ خاص سے اطلاع دی کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ اِس خدائی انکشاف پر آپ نے اپنی پیدائش کے پورے ۵۵ سال بعد جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اور اِس طرح پیشگوئی کا یہ حصّہ بھی بڑی شان اور آب وتاب کے ساتھ پورا ہوا کہ "تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔" اِس لحاظ سے آپ کا پیشگوئی کی علامات کے مسلسل پورا ہونے کے باوجود ایک طویل عرصہ کے بعد خدائی انکشاف کی بناء پر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمانا خود ایک عظیم الشان نشان ہے اور ہمارے لئے ایک نئے رنگ میں ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود فرماتے ہیں:-

"آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سُرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے۔"

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء)

شانِ مصلح موعود

— مکرمہ نسیم سیفی صاحب بی اے —

اے معترضِ مصلح موعود اِدھر دیکھ
اک جلوۂ خوش رنگ بصد شعلہ اثر دیکھ
تابانیٔ صد مہر در آغوشِ سحر دیکھ
آ احمدِ ہندی کے گلستاں کا ثمر دیکھ
ظلمت میں یہ گم گشتگیٔ راہ کہاں تک
ایمان کے بدلے حشم و جاہ کہاں تک

ہر لمحۂ ہستی ترا مرہونِ فغاں ہے
کیوں دل ترا نا واقفِ ہر سود و زیاں ہے
کیوں رازِ عیاں تیری نگاہوں سے نہاں ہے
کیوں پرتوِ حسنِ ازلی تجھ پہ گراں ہے
مفقود ہے کیوں پاسِ حیا تیری نظر سے
کیوں بغض و عداوت ہے تجھے فضلِ عمر سے

آ ہستیٔ محمود کی پُر کیف فضا دیکھ
ذرّوں کے جلو میں بھی ہے جلووں کی ضیا دیکھ
گر حق سے میسّر ہے تجھے دیدۂ وا دیکھ
محمود کے پیکر میں ہے اک شانِ خدا دیکھ
رحمت کی ہے گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی سی
اک برقِ الم سوز ہے لہرائی ہوئی سی

وہ جس کی نگاہوں میں ہیں انوارِ حقیقت
وہ جس کے اشاروں میں ہیں اسرارِ حقیقت
وہ جس کے خیالات ہیں گلزارِ حقیقت
وہ جس کی ہر اک بات ہے اخبارِ حقیقت
وہ جس کی جبیں رشکِ مہ و انجم افلاک
وہ جس کی نظر سینۂ فطرت کو کرے چاک

وہ احمدِ مرسل کا مثیل اور خلیفہ
وہ حسن میں احسان میں ایثار میں یکتا
وہ جس کی ہر اک سانس ہے رشکِ دمِ عیسیٰ
دیکھا ہے زمانے نے اثر جس کی دعا کا
وہ جس کی ہر اک بات میں شامل ہے مشیّت
وہ جس کو میسر ہے فرشتوں کی اعانت

ہاں ہاں وہی محمود ہے موعودِ زمانہ
اسرار و حقائق کا ابلتا ہے خزانہ
وہ جس کی رضا فضلِ الٰہی کا بہانہ
باطل کا ہر اک جوش بنا جس سے فسانہ
دی جس نے جہاں بھر کے اسیروں کو رہائی
ہاں ہاں وہی محمود ہے "فرزندِ گرامی"

میخانۂ اسلام میں چھلکی ہے مئے ناب
چمکا ہے سرِ طور پھر اک جلوۂ بے تاب
پرتو سے بنا مہر، ہر اک ذرۂ بے آب
ملحوظ رکھ اے عشق ذرا حسن کے آداب
تُو اور یہ دعوائے ثنا خوانیٔ محمود
تُو اور یہ اندازۂ تابانیٔ محمود

پیکرِ نورِ خدا دیکھا ہے تیرے شہر میں

از مکرم عبد الحمید صاحب شوق

بابِ رحمت ہم نے وا دیکھا ہے تیرے شہر میں
دین پر ہر اک فدا دیکھا ہے تیرے شہر میں

ذکرِ رب العالمیں سے گونجتا ہے ہر مکاں
سب کو مصروفِ دُعا دیکھا ہے تیرے شہر میں

ہر مکیں اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہے
ہر بشر نورِ ھُدیٰ دیکھا ہے تیرے شہر میں

عشقِ مولےٰ ہر دلِ مومن میں دیکھا موجزن
جوشِ حُبِّ مصطفےٰؐ دیکھا ہے تیرے شہر میں

تشنہ لب سیراب ہو کر پا رہے ہیں زندگی
چشمۂ آبِ بقا دیکھا ہے تیرے شہر میں

اس مقدس خاک کے ذروں سے انجم مستنیر
نورِ قمر الانبیاء دیکھا ہے تیرے شہر میں

گلشنِ اسلام پر دَورِ خزاں کا تھا عمل
یہ چمن پھر سے ہرا دیکھا ہے تیرے شہر میں

جس نے ساحل پر لگائی کشتیٔ دینِ متیں
وہ بہادر ناخدا دیکھا ہے تیرے شہر میں

دیر سے جس مصلحِ موعود کے تھے منتظر
وہ امامِ اتقیا دیکھا ہے تیرے شہر میں

پسرِ موعودِ مسیحِ قادیاں دار الاماں
پیکرِ نورِ خدا دیکھا ہے تیرے شہر میں

دارِ ہجرت کی مقدس سرزمیں تجھ کو سلام
ہم نے اپنا پیشوا دیکھا ہے تیرے شہر میں

اس جگہ یادِ خدا کا لطف وہ آیا کہ شوقؔ
سامنے اپنے خدا دیکھا ہے تیرے شہر میں

خصوصی ہیرے
و دیگر بیش قیمت پتھر و خوب پسند و جدید
قسم کے زیورات دستیاب ہیں
وحدت علی جیولرز۔ دی مال۔ لاہور۔ فون نمبر ۳۶۲۳

Crown
Post
COSSOR
LABROS
CROSSLY
Writing Pads
کراؤن پوسٹ - کراسلے - کوثر
رائٹنگ پیڈز کے
تیار کنندگان
لطیف برادرز - لائل پور

سرزمینِ قادیان کا اوّلین دواخانہ
جسے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا
سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبّی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے
دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے
پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی
علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے
زدجامِ عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۱۲ روپے
حبِ مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ ۲ روپے
قدیمی — اوّلین — شہرہ آفاق
حبِ اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پورے چودہ روپے
نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرّب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے
حبِ مسان
سوکھے کی مجرّب دوا
فی شیشی ۲ روپے
ہمارا اصول
صاف ستھرے اجزاء
دیانتدارانہ دواسازی
عمدہ پیکنگ
غریبانہ قیمت
مخلصانہ مشورہ — اور
اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں
تریاقِ خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے
شہزین
خرابیٔ جگر کمزوریٔ جسم اور
اٹھرا کی دوا
قیمت ۳۲ خوراک ۶ روپے
مقوّی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ
معین الصحت
تلی۔ بھس، خرابیٔ جگر اور
یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے
لتسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان
کرنے کی دوا
قیمت ۳ روپے
حکیم نظام جان اینڈ سنز
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت
بڑھانے کے لئے
قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے